



اولیاء اللہ کے نام کی نذر و نیاز شرعی میزان میں

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

نذر و نیاز عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی جائز ہے۔ مخلوق کے نام پر نذر کرنا حرام اور شرک ہے۔ اگر کوئی انسان کسی بزرگ یا ولی کے نام پر منت یا نذر کرتا ہے، صالحین اور اولیاء اللہ کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے صاحبِ قبر کا تقرب حاصل ہو جائے گا، وہ اس کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرے گا یا اس کی فریاد رسی یا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی سفارش کرے گا، یا وہ اس کی قبر سے فیض پائے گا۔ بلا شک و شبہ یہ شرک فی العبادت ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾

(الأنعام 6 : 136)

”انہوں نے اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپائیوں میں سے اللہ کے لیے ایک حصہ مقرر کیا، پھر بزعمِ خویش کہنے لگے: یہ اللہ کے لیے ہے، اور یہ ہمارے دیوتاؤں کے لیے ہے، پھر ان کے دیوتاؤں کا حصہ تو اللہ کے پاس نہیں پہنچتا، لیکن اللہ کا حصہ ان کے دیوتاؤں کے پاس پہنچ جاتا ہے، یہ لوگ کس قدر برا فیصلہ کرتے ہیں۔“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أَهْلٌ بِهِ لغيرِ اللَّهِ﴾ (البقرة 2 : 173)

”اور وہ چیز (بھی حرام ہے) جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔“



مزاروں اور آستانوں پر نذر کے نام پر مشرکانہ و ہندوانہ رسومات اور نفسانی و حیوانی خواہشات کی تکمیل جس انداز میں ہوتی ہے، وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اس کے باوجود بعض لوگوں نے عوام کا قیمتی مال ہڑپ کرنے کے لیے قبروں پر نذر و نیاز کا جواز پیش کیا ہے۔ ایسی ہی کوشش کرتے ہوئے امام بریلویت جناب احمد یار خان نعیمی (1324-1391ھ) لکھتے ہیں:

”اولیاء اللہ کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے، یہ نذر شرعی نہیں، نذر لغوی ہے، جس کے معنی ہیں نذرانہ، جیسے کہ میں اپنے استاذ سے کہوں کہ یہ آپ کی نذر ہے، یہ بالکل جائز ہے۔ اور فقہاء اس کو حرام کہتے ہیں، جو کہ اولیاء کے نام کی نذر شرعی مانی جائے۔ اس لیے فرماتے ہیں تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ۔ نذر شرعی عبادت ہے، وہ غیر اللہ کے لیے ماننا یقیناً کفر ہے۔“

(”جاء الحق“: 1/307)

حالانکہ یہ کہنا کہ ”اولیاء اللہ کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے، وہ نذر شرعی نہیں، لغوی ہے“ محض ناخواندہ حواریوں کو مطمئن کر کے اسباب شکم پروری کو دوام بخشنے کی نامراد کاوش ہے۔ نذر کی لغوی اور اصطلاحی تقسیم ایسی فبیج بدعت ہے، جو اہل سنت والجماعت کی کتب میں کہیں مذکور نہیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ سے بھی کوئی بزرگ ہستی مخلوق میں موجود ہے؟ اور کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم ﷺ سے اتنی بھی محبت نہیں رکھتے تھے، جتنی بعد کے لوگوں کو اپنے بعد والے بزرگوں سے ہے؟ کیا کبھی کسی قبر پرست نے غور کیا کہ اگر غیر اللہ اور فوت شدگان کے نام پر نذر و نیاز جائز ہوتی، تو صحابہ کرام اس کار خیر سے کبھی محروم نہ رہتے۔ کیا کوئی شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کسی سے بھی ایسا کوئی عمل پیش کر سکتا ہے؟

عام لوگوں کا تحفہ اور ہدیہ کے لیے نذرانے کا لفظ استعمال کرنا اس کی دلیل نہیں بن سکتا، کیونکہ قبروں اور مردوں کے پجاری ان کے لیے جو نذر پیش کرتے ہیں، وہ اس عقیدے سے پیش کرتے ہیں کہ وہ دافع البلاء ہیں۔ ان کے پیش نظر لغوی نہیں، شرعی اور

عرفی نذر ہوتی ہے۔ تب ہی تو اس کے بارے میں ”نذر اللہ اور نیاز حسین“ کے الفاظ سننے کو ملتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ بھی کہ اگر مجھے مقدمہ میں فتح یابی ہوئی یا مرض سے شفا ہوئی یا دشمن زیر ہو گیا یا مجھے اولادِ نرینہ مل گئی یا میرا کاروبار چمک گیا، تو فلاں مزار پر جا کر نذر و نیاز کا لنگر چڑھاؤں گا، ننگے پاؤں جا کر سلام کروں گا، مزار پر ٹاکی باندھوں گا، وغیرہ۔

منصف مزاج لوگ بتائیں کہ کیا یہ سب کچھ لغوی نذر و نیاز کے لیے کیا جاتا ہے؟ یہ سب امور تعظیم و تقرب کے نقطہ نظر سے کیے جاتے ہیں، جس میں نذر ماننے والا اپنے عجز و انکساری کا اظہار کرتا ہے۔ تحفہ و ہدیہ میں ایسی صورت موجود نہیں ہوتی۔

شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ (691-751ھ) فرماتے ہیں:

فَمَا أَسْرَعَ أَهْلُ الشِّرْكِ إِلَى اتِّخَاذِ الْأَوْتَانِ مِنْ دُونِ اللَّهِ، وَلَوْ كَانَتْ مَا كَانَتْ، وَيَقُولُونَ: إِنَّ هَذَا الْحَجَرَ، وَهَذِهِ الشَّجَرَةَ، وَهَذِهِ الْعَيْنَ، تَقْبَلُ النَّذْرَ، أَيْ تَقْبَلُ الْعِبَادَةَ مِنْ دُونِ اللَّهِ تَعَالَى، فَإِنَّ النَّذْرَ عِبَادَةٌ وَقُرْبَةٌ، يَتَقَرَّبُ بِهَا النَّاذِرُ إِلَى الْمُنْذُورِ لَهُ.

”مشرکین اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی چیز کو معبود ٹھہرانے میں کتنے جلد باز واقع ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: یہ پتھر، یہ درخت اور یہ شخص نذر و نیاز کے لائق ہے۔ دوسرے لفظوں میں ان مشرکین کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے علاوہ یہ شخص بھی عبادت کے لائق ہے، کیونکہ نذر و نیاز عبادت و تقرب ہے، جس کے ذریعے نذر دینے والا کسی کا تقرب حاصل کرتا ہے۔“

(إغاثة اللفهان من مصائد الشيطان 212/1)

علامہ احمد بن عبد الرحیم، المعروف بہ شاہ ولی اللہ دہلوی (1114-1176ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُمْ يَسْتَعِينُونَ بِغَيْرِ اللَّهِ فِي حَوَائِجِهِمْ مِنْ شِفَاءِ الْمَرِيضِ وَغِنَاءِ

الْفَقِيرِ، وَيَنْذِرُونَ لَهُمْ، يَتَوَقَّعُونَ إِنْجَاحَ مَقَاصِدِهِمْ بِتِلْكَ النُّذُورِ، وَيَتْلُونَ
 أَسْمَاءَهُمْ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا، فَأَوْجَبَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَنْ يَقُولُوا فِي صَلَاتِهِمْ
 ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحة 1: 5)، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فَلَا تَدْعُوا
 مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الجنّ 72: 18)، وَلَيْسَ الْمُرَادُ مِنَ الدُّعَاءِ الْعِبَادَةُ، كَمَا قَالَهُ
 الْمُفَسِّرُونَ، بَلْ هُوَ الْإِسْتِعَانَةُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ
 مَا تَدْعُونَ﴾ (الأنعام 6: 41).

”مشرکین اپنی حاجات، مثلاً مرض میں شفا اور فقیری میں خوشحالی کے لیے غیر اللہ سے
 مدد مانگتے ہیں اور ان کے نام کی نذرونیاز دیتے ہیں۔ ان کو یہ امید ہوتی ہے کہ اس نذرونیاز
 کی وجہ سے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں گے۔ وہ برکت کی امید پر غیر اللہ کے ناموں
 کا ورد بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر نماز میں یہ کہنا فرض کیا ہے کہ:
 ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحة 1: 5) (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ
 ہی سے مدد طلب کرتے ہیں)۔ نیز فرمایا: ﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الجنّ 72: 18)
 (تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو)۔ اس آیت کریمہ میں دعا سے مراد عبادت نہیں، جیسا کہ
 (عام) مفسرین نے کہا ہے، بلکہ یہاں استعانت مراد ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:
 ﴿بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ﴾ (الأنعام 6: 41) (بلکہ تم [سخت مصیبت
 کے وقت] اسی [اللہ] کو پکارتے ہو، چنانچہ وہ تمہاری مصیبتوں کو دور فرماتا ہے)۔“

(حجّة اللہ البالغة: 185/1، طبعة السلفية)

علامہ، محمود بن عبد اللہ، آلوسی، حنفی (1217-1270ھ) فرماتے ہیں:

وَفِي قَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا﴾ (الحج 22: 73) إلخ إشارة إلى ذمّ العالين في أولياء الله تعالى، حيثُ يَسْتَغِيثُونَ بِهِمْ فِي الشَّدَّةِ غَافِلِينَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى، وَيَنْذُرُونَ لَهُمُ النُّدُورَ، وَالْعُقْلَاءُ مِنْهُمْ يَقُولُونَ : إِنَّهُمْ وَسَائِلُنَا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، وَإِنَّمَا نَنْذِرُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَجْعَلُ ثَوَابَهُ لِلْوَلِيِّ، وَلَا يَخْفَى أَنَّهُمْ فِي دَعْوَاهُمْ الْأُولَى أَشْبَهُ النَّاسِ بِعَبْدَةِ الْأَصْنَامِ، الْفَائِلِينَ : إِنَّمَا نَعْبُدُهُمْ لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى، وَدَعْوَاهُمْ الثَّانِيَّةُ لَا بَأْسَ بِهَا لَوْ لَمْ يَطْلُبُوا مِنْهُمْ بِذَلِكَ شِفَاءَ مَرِيضِهِمْ أَوْ رَدَّ غَائِبِهِمْ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، وَالظَّاهِرُ مِنْ حَالِهِمُ الطَّلَبُ، وَيُرْشَدُ إِلَى ذَلِكَ أَنَّهُ لَوْ قِيلَ : انذَرُوا لِلَّهِ تَعَالَى وَاجْعَلُوا ثَوَابَهُ لَوَالِدَيْكُمْ، فَإِنَّهُمْ أَحْوَجُ مِنْ أَوْلِيكَ الْأُولِيَاءِ لَمْ يَفْعَلُوا، وَرَأَيْتُ كَثِيرًا مِنْهُمْ يَسْجُدُ عَلَى أَعْتَابِ حَجَرِ قُبُورِ الْأُولِيَاءِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَثْبُتُ التَّصَرُّفَ لَهُمْ جَمِيعًا فِي قُبُورِهِمْ، لَكِنَّهُمْ مُتَّفَاوِتُونَ فِيهِ حَسَبَ تَفَاوُتِ مَرَاتِبِهِمْ، وَالْعُلَمَاءُ مِنْهُمْ يَحْصُرُونَ التَّصَرُّفَ فِي الْقُبُورِ فِي أَرْبَعَةٍ أَوْ خَمْسَةٍ، وَإِذَا طُوبُوا بِالذَّلِيلِ قَالُوا : ثَبَتَ ذَلِكَ بِالْكَشْفِ، قَاتَلَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى، مَا أَجْهَلَهُمْ وَأَكْثَرَ افْتِرَائِهِمْ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَزْعُمُ أَنَّهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْقُبُورِ وَيَتَشَكَّلُونَ بِأَشْكَالٍ مُخْتَلِفَةٍ، وَعُلَمَاؤُهُمْ يَقُولُونَ : إِنَّمَا تَظْهَرُ أَرْوَاحُهُمْ مُتَشَكِّلَةً وَتَطُوفُ حَيْثُ شَاءَتْ، وَرَبَّمَا تَشَكَّلَتْ بِصُورَةِ أَسَدٍ أَوْ غَزَالٍ أَوْ نَحْوِهِ، وَكُلُّ ذَلِكَ بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ فِي



الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَكَلَامِ سَلَفِ الْأُمَّةِ، وَقَدْ أَفْسَدَ هَؤُلَاءِ عَلَى النَّاسِ دِينَهُمْ، وَصَارُوا ضِحْكَةً لِلْأَهْلِ الْأَذْيَانِ الْمَنْسُوحَةِ فِي الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، وَكَذَا لِأَهْلِ النَّحْلِ وَالذَّهْرِيَّةِ، نَسَأَلُ اللَّهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ.

”فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا﴾ (الحج 22: 73) (بلاشبہ جن کو [اے مشرک] تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے)۔ اس آیتِ کریمہ میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے، جو اولیاء اللہ کے بارے میں غلو کا شکار ہو گئے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر مصیبت میں ان اولیاء سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان کے نام پر نذر و نیاز دیتے ہیں۔ ان میں سے ’دانشور‘ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ اولیاء تو ہمارے لیے اللہ کی طرف وسیلہ ہیں اور یہ نذر و نیاز تو ہم اللہ کے لیے دیتے ہیں، البتہ اس کا ثواب اس ولی کو پہنچاتے ہیں۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ اپنے پہلے دعوے میں بالکل ان بت پرستوں جیسے ہیں جو کہتے تھے کہ ہم ان بتوں کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔ رہا دوسرا دعویٰ تو اس میں کوئی حرج نہ ہوتا اگر وہ بزرگوں سے اپنے مریضوں کے لیے شفاء اور غائب ہونے والوں کی واپسی وغیرہ کا مطالبہ نہ کرتے [حالانکہ شرعاً یہ بھی ناجائز ہے۔ ناقل]۔ ان کی حالت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بزرگوں سے مانگنے کے لیے ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔ اگر ان سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی نذر و نیاز دو اور اس کا ثواب (اولیاء) کی بجائے اپنے والدین کو پہنچاؤ، کیونکہ تمہارے والدین ان اولیاء سے بڑھ کر ثواب کے محتاج ہیں، تو یہ مشرکین ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، [اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کا مقصد بزرگوں سے مانگنا ہی ہوتا ہے]۔ میں نے بہت سے مشرکین کو دیکھا

ہے کہ اولیاء کی قبروں کے پتھروں پر سجدہ کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض مشرکین تو سب اولیاء کے لیے ان کی قبروں میں تصرف (قدرت) بھی ثابت کرتے ہیں، البتہ مراتب کے اعتبار سے یہ تصرف مختلف قسم کا ہوتا ہے۔ ان مشرکین کے ’اہل علم‘ قبروں میں اولیاء کے لیے چار یا پانچ قسم کا تصرف ثابت کرتے ہیں، لیکن جب ان سے دلیل کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ چیز کشف سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو تباہ و برباد کرے، یہ کتنے جاہل اور جھوٹے لوگ ہیں! ان میں سے بعض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اولیاء اپنی قبروں سے نکلتے ہیں اور مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں، جبکہ ان کے ’اہل علم‘ کا کہنا ہے کہ اولیاء کی صرف روہیں مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔ ان کے بقول بسا اوقات اولیاء کی روہیں شیر، ہرن وغیرہ کی شکل بھی اختیار کر لیتی ہیں۔ یہ ساری باتیں جھوٹی ہیں، کتاب و سنت اور اسلاف امت کے کلام میں ان کا کوئی ثبوت نہیں۔ ان مشرکین نے (سادہ لوح) لوگوں کا دین بھی برباد کر دیا ہے۔ ایسے لوگ یہود و نصاریٰ، دیگر ادیانِ باطلہ کے پیروکاروں اور بے دین لوگوں کے سامنے مذاق بن گئے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے (دین و دنیا کی) عافیت اور سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔“ (روح المعانی: 212-213)

نیز فرماتے ہیں: وَمِنْ أَوْلَئِكَ عَبْدَةُ الْقُبُورِ، النَّاذِرُونَ لَهَا، الْمُعْتَقِدُونَ لِلنَّفْعِ وَالضَّرِّ، مِمَّنِ اللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ بِحَالِهِ فِيهَا، وَهُمْ الْيَوْمَ أَكْثَرُ مِنَ الدُّودِ۔
 ”ان مشرکوں میں سے بعض وہ ہیں جو قبروں کے پجاری ہیں، ان پر نذر و نیاز دیتے ہیں اور ان لوگوں سے نفع و نقصان کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ قبر میں جن کی حالت کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ موجودہ دور میں ایسے مشرکین کیڑے مکوڑوں سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔“

(روح المعانی: 67/17)



علامہ محمد بن علی، حصکفی، حنفی (1021-1088ھ) اپنے اکثر عوام کی اصلاح میں لکھتے ہیں:

وَأَعْلَمُ أَنَّ النَّذَرَ الَّذِي يَقَعُ لِلْأَمْوَاتِ مِنْ أَكْثَرِ الْعَوَامِّ، وَمَا يُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّيْتِ وَنَحْوِهَا إِلَى ضَرَائِحِ الْأَوْلِيَاءِ الْكَرَامِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ، فَهُوَ بِالْإِجْمَاعِ بَاطِلٌ وَحَرَامٌ.

”آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اکثر عوام جو مُردوں کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں اور جو رقوم، چراغ اور تیل وغیرہ اولیائے کرام کی قبروں پر تقرب کی نیت سے لائے جاتے ہیں، وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں۔“ (الدر المختار، ص: 155، رد المحتار: 439/2)

مشہور حنفی امام، محمد امین بن عمر، ابن عابدین، شامی (1198-1252ھ) اس عبارت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

كَأَنَّ يَقُولَ: يَا سَيِّدِي فَلَانُ! إِنْ رُدَّ غَائِبِي أَوْ عَوْفِي مَرِيضِي أَوْ قُضِيَتْ حَاجَتِي، فَلَكَ مِنَ الذَّهَبِ أَوْ الْفِضَّةِ أَوْ مِنَ الطَّعَامِ أَوْ الشَّمْعِ أَوْ الزَّيْتِ كَذَا، (قَوْلُهُ: بَاطِلٌ وَحَرَامٌ) لِيُجْوَ: مِنْهَا أَنَّهُ نَذَرٌ لِمَخْلُوقٍ، وَالنَّذَرُ لِلْمَخْلُوقِ لَا يَجُوزُ، لِأَنَّهُ عِبَادَةٌ، وَالْعِبَادَةُ لَا تَكُونُ لِمَخْلُوقٍ، وَمِنْهَا أَنَّ الْمُنْذُورَ لَهُ مَيِّتٌ، وَالْمَيِّتُ لَا يَمْلِكُ، وَمِنْهُ أَنَّهُ ظَنٌّ أَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ فِي الْأُمُورِ دُونَ اللَّهِ تَعَالَى، وَاعْتِقَادُهُ ذَلِكَ كُفْرٌ.

”اولیاء کے لیے نذر و نیاز کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی کہے: اے میرے فلاں پیر! اگر میرا غائب رشتہ دار واپس آگیا یا میرا مریض شفا یاب ہو گیا یا میرا کام ہو گیا تو اتنا سونا، اتنی چاندی، اتنا کھانا چراغ یا اتنا تیل آپ کی نذر کروں گا۔ یہ نذر و نیاز کئی وجوہ سے باطل اور حرام ہے؛ ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ مخلوق کے لیے نذر و نیاز ہے، حالانکہ نذر و نیاز عبادت ہے اور عبادت کسی مخلوق کے لیے جائز نہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ جس کے نام کی نذر و نیاز دی جا



رہی ہوتی ہے، وہ مُردہ ہوتا ہے اور مُردہ کسی چیز کا مالک نہیں بن سکتا۔ تیسری وجہ یہ کہ نذر و نیاز دینے والا اللہ کو چھوڑ کر اس ولی کے امور میں تصرف کرنے کا اعتقاد رکھتا ہے اور یہ اس کا اعتقاد کفر ہے۔“ (ردّ المحتار المعروف بہ الفتاوی الشامی : 2/439)

مشہور حنفی، قاسم بن قطلوبغا (802-879ھ) لکھتے ہیں:

فَمَا يُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّيْتِ وَغَيْرِهَا، وَيَنْتَقَلُ إِلَى ضَرَائِحِ الْأَوْلِيَاءِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ، مُحَرَّمٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

”جو رقوم، شمعیں اور تیل وغیرہ اولیائے کرام کی قبروں پر ان کے تقرب کے لیے لائی جاتی ہیں، ان کے حرام ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔“

(البحر الرائق لابن نجيم : 2/298، الفتاوی الہندیۃ المعروف بہ فتاوی عالمگیری : 1/216، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: 378)

حنفی مذہب کی معتبر و مستند کتاب میں لکھا ہے:

وَالنَّذْرُ الَّذِي يَقَعُ مِنْ أَكْثَرِ الْعَوَامِّ بِأَنْ يَأْتِيَ إِلَى قَبْرِ بَعْضِ الصُّلَحَاءِ، وَيَرْفَعَ سِتْرَهُ قَائِلًا : يَا سَيِّدِي فَلَانُ ! إِنْ قَضَيْتَ حَاجَتِي فَلَكَ مِنِّي مِنَ الذَّهَبِ مَثَلًا كَذَا، بَاطِلٌ إِجْمَاعًا .

”اکثر عوام جو اس طرح نذر مانتے ہیں کہ کسی نیک شخص کی قبر پر آ کر یوں فریاد کرتے ہیں: اے میرے فلاں پیر! اگر تو میری یہ ضرورت پوری کر دے تو میری طرف سے اتنا سونا تیری نذر۔ یہ اجماعی طور پر حرام ہے۔“ (الفتاوی الہندیۃ المعروف بہ فتاوی عالمگیری : 1/216)

علامہ برکوی حنفی، علامہ ابوشامہ (م: 665ھ) سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثُمَّ يَتَجَاوَزُونَ هَذَا إِلَى أَنْ يُعْظَمَ وَقَعَ تِلْكَ الْأَمَاكِنِ فِي قُلُوبِهِمْ،



فِيْعِظُمُوْنَهَا، وَيَرْجُوْنَ الشِّفَاءَ لِمَرْضَاهُمْ وَقَضَاءَ حَوَائِجِهِمْ، بِالنَّذْرِ لَهُمْ، وَهِيَ مِنْ بَيْنِ عِيُوْنٍ وَشَجَرٍ وَحَائِطٍ وَحَجَرٍ .

”پھر یہ مشرکین اس سے بھی آگے بڑھتے ہیں اور اپنے دلوں میں ان مقامات کی تعظیم بٹھا لیتے ہیں۔ وہ ان جگہوں کی تعظیم بھی کرتے ہیں اور ان پر نذر و نیاز چڑھا کر اپنے بیماروں کی شفا اور اپنی حاجات کی برآری کی امید بھی کرتے ہیں۔ ایسی جگہیں درختوں، پتھروں، باغات اور چشموں پر واقع ہوتی ہیں۔“

(زيارة القبور، ص: 546-547، طبعة الكردية، وفي نسخة دار الإفتاء، ص: 52)

فقہ حنفی اور احمد یار خان نعیمی بریلوی:

قارئین کرام! اہل سنت کے علمائے کرام، کتب فقہ اور فقہائے احناف کے اقوال کی روشنی میں آپ نے بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز کا حرام اور شرک ہونا ملاحظہ فرما لیا۔ اتنی وضاحت و صراحت کے باوجود بعض ناعاقبت اندیش اس نذر و نیاز کو جائز ثابت کرنے کے لیے سینہ زوری سے کام لیتے ہیں۔

اس کی ایک مثال جناب احمد یار خان نعیمی بریلوی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

”کوئی کہتا ہے کہ یا حضور غوث پاک! آپ دُعا کریں، اگر میرا مریض اچھا ہو گیا، تو میں آپ کے نام کی دیگ پکاؤں گا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ میرے خدا ہیں، اس مریض کے اچھا ہونے پر میں آپ کی یہ عبادت کروں گا، بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں پلاؤ کا صدقہ کروں گا اللہ کے لیے۔ اس پر جو ثواب ملے گا، آپ کو بخشوں گا، جیسے کوئی شخص کسی طبیب سے کہے کہ اگر بیمار اچھا ہو گیا تو پچاس روپیہ آپ کی نذر کروں گا۔“

(”جاء الحق“: 307/1)

واہ کیا خوب فقاہت ہے، جو اپنی ہی فقہ حنفی کی دھجیاں اڑائے جا رہی ہے۔



اسی بارے میں جناب غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں :

”آج کل جس طرح اُن پڑھ عوام اپنی حاجات میں اولیاء اللہ کی نذریں اور منتیں مانتے ہیں اور حاجات پوری ہونے کے بعد مزارات پر نذریں پیش کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ اس کو لغوی نذر کہہ کر سندِ جواز پیش کرتے ہیں، اس کا قرآن مجید، احادیثِ صحیحہ اور آثارِ صحابہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کتبِ فتاویٰ میں اس نذر کو حرام کہا گیا ہے۔ یہ ایک خالص فقہی مسئلہ ہے۔ اس میں کتبِ فقہیہ کو چھوڑ کر بعض غیر معصوم اور غیر معروف صوفیوں کے اقوال اور احوال سے استدلال کرنا کوئی فقہت نہیں ہے، بلکہ عدل و انصاف سے بعید ہے۔“

(شرح صحیح مسلم : 4/543)

ایک بریلوی عالم نے ہی نعیمی صاحب کو نا انصاف اور غیر فقیہ قرار دیتے ہوئے واشگاف الفاظ میں بتا دیا ہے کہ قرآن و سنت، افعالِ صحابہ کرام اور فقہ حنفی کے رُو سے بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز حرام ہے۔

غور و فکر کا مقام ہے کہ جن افعال پر قرآن و حدیث نے کوئی نص قائم نہیں کی اور جن سے سلف صالحین، یعنی صحابہ و تابعین بے خبر تھے، ان کو شرعی جواز فراہم کرنا کتنی زبردست بددیانتی ہے۔ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز دینا اہل بدعت اور اہل شرک کا وطیرہ ہے، اہل سنت اور اہل حق نہ کبھی ایسا کرتے تھے، نہ کرتے ہیں، نہ کریں گے۔ عام لوگ جب شیخ عبد القادر جیلانی کے نام کی گیارہویں دیتے ہیں، ان کے قصد و نیت میں ان کی نیاز پیش کرنا ہی ہوتا ہے۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ میں فلاں بزرگ کے نام کی دیگ پکاؤں گا تو اس کا واضح مطلب ہوتا ہے کہ وہ اس کے نام کی نذر و نیاز دے گا اور نذر و نیاز عبادت ہے، جو غیر اللہ کے لیے قطعاً جائز نہیں ہے۔

نعیمی صاحب صرف ”پلاؤ“ کے لیے غیر اللہ کی عبادت کو سندِ جواز دے رہے ہیں اور



دین میں نئے کام داخل کرنے کی کوشش میں ہیں۔ ان کے نزدیک ایک طبیب کو علاج معالجہ پر اجرت دینے اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی نیاز دینے میں کوئی فرق نہیں۔ کیا کبھی کسی نے طبیب کے نام پر دیگ پکائی اور ”پلاؤ“ کا صدقہ کر کے اس کا ثواب طبیب کو پہنچایا؟ یہ لوگ مُردوں سے مانگنے اور ان کے متعلق مدد کرنے کا اعتقاد رکھتے ہیں، حالانکہ آج تک کسی صاحبِ قبر نے ان کو کچھ نہیں دیا، البتہ اس ڈھونگ سے انہوں نے اپنے جاہل عوام سے بہت کچھ لے لیا ہے۔

مُردوں کا تصرف!

ایک باطل اعتقاد یہ بھی ہے کہ مُردے سنتے، دیکھتے، اُمور میں تصرف کرتے، غیب جانتے، دعائیں سنتے اور نوازتے ہیں۔

امام بریلویت ”اعلیٰ حضرت“ احمد رضا خان بریلوی (1272-1340ھ) کہتے ہیں:

”سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی۔ وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف میں حاضر ہوئے تو صاحبِ مزار نے ارشاد فرمایا: عبدالوہاب! وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟ عرض کیا: ہاں! شیخ سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہیے۔ ارشاد فرمایا: اچھا، ہم نے وہ کنیز تم کو ہبہ کی۔ آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزارِ اقدس کی نذر کی، خادم کو ارشاد ہوا۔ انہوں نے آپ کی نذر کر دی۔ (صاحبِ مزار نے) ارشاد فرمایا: اب دیر کا ہے کی ہے؟ فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔“

(ملفوظات احمد رضا، ص: 275-276)

مفتی نعیمی صاحب تو ”پلاؤ“ پر رال ٹپکانے لگے ہیں، لیکن یہاں تو ماجرا ہی عجیب ہے کہ مزاروں پر جو کچھ ہوتا ہے، وہ بزرگوں کی ایما پر ہوتا ہے! مفتی صاحب اس نذر کو بھی



”لغوی نذر“ قرار دے کر زنا اور بدکاری کو عام کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

ان کے بقول اہل قبور سے ان کی گفتگو ہوتی ہے، وہ ان کے دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہیں، موج میلے میں اپنے مریدوں کو بھی شریک کرتے ہیں اور قبروں میں پڑے امور دنیا کی انجام دہی بھی کرتے ہیں۔ اس سارے جھوٹ اور ساری بے حیائی کو یہ لوگ ”خدائی عطا“ کا نام دیتے ہیں۔ کیا اب بھی یہ لوگ دین محمدی سے منحرف نہیں اور شرک و کفر کی دلدل میں پھنسے اور دھنسے نہیں ہوئے؟ کیا ایسے لوگ مشرکین مکہ سے بدتر عقیدہ نہیں رکھتے اور اہل سنت والجماعت کے سخت مخالف نہیں ہیں؟ قرآن و سنت کی من پسند تاویلات میں انہوں نے اہل کتاب کو بھی مات کر دیا ہے۔

ایک بے تکی تاویل!

مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں: ”شامی (439/2) نے کتاب الصوم، بحث اموات میں اس طرح بیان فرمایا: بَأَنَّ تَكُونَ صِیْغَةُ النَّذْرِ لِلَّهِ تَعَالَى لِلتَّقَرُّبِ إِلَيْهِ، وَيَكُونُ ذِكْرُ الشَّيْخِ مُرَادًا بِهِ فَقَرَأَتْهُ. صِیْغَةُ نَذَرِ كَاللَّهِ فِي عِبَادَتِ كَيْ لِيَهُ وَهُوَ ار شِیْخِ كِ قَبْرِ پَر ہننے والے فقراء اس کا مصرف ہوں۔ یہ محض جائز ہے تو یوں سمجھو کہ یہ صدقہ اللہ کے لیے، اس کے ثواب کا ہدیہ روح شیخ کے لیے، اس صدقہ کا مصرف مزار بزرگ کے خدام فقراء جیسے کہ حضرت مریم کی والدہ نے مانی تھی کہ اپنے پیٹ کا بچہ خدایا تیرے لیے نذر کرتی ہوں، جو بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف ہوگا۔ نذر اللہ کی اور مصرف بیت المقدس۔“ (”جاء الحق“: 307/1)

کہاں وہ نذر جو سیدہ مریم علیہا السلام کی والدہ نے اللہ تعالیٰ کے نام پر کی اور قرآن کریم نے بطور مدح اس کا ذکر کیا اور کہاں مُردوں کے نام کی وہ نذر و نیاز جو قرآن و سنت، اجماع امت، فقہائے



احناف اور سب مسلمانوں کے نزدیک باطل اور حرام ہے۔ سیدہ مریم علیہا السلام کی والدہ ماجدہ نے جو نذر مانی تھی کہ میرے بطن میں جو بچہ ہے، میں نے اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا ہے۔ انہوں نے یہ نذر پوری کی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ﴾ (آل عمران 37)

”چنانچہ اس کے رب نے اسے بہت اچھی طرح قبول فرمالیا۔“

قبروں پر نذر و نیاز اور حدیث نبوی:

رہا اللہ تعالیٰ کے لیے نذر مان کر اسے قبروں کے پجاریوں پر خرچ کرنا، تو یہ شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔ یہ صریحاً شریعتِ مطہرہ کی خلاف ورزی ہے، جیسا کہ:

صحابی رسول، سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْحَرَ إِبِلًا بَبْوَائَةَ، فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبِلًا بَبْوَائَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ كَانَ فِيهَا وَثْنٌ مِّنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «هَلْ كَانَ فِيهَا عِيْدٌ مِّنْ أَعْيَادِهِمْ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوْفٍ بِنَذْرِكَ، فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرِ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ».

”ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں بوانہ مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے بوانہ مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مان لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا اس جگہ جاہلیت کے استہانوں

میں سے کوئی استہان تھا، جس کی عبادت کی جاتی ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کیا اس جگہ اہل جاہلیت کا کوئی میلہ لگتا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اپنی نذر کو پورا کر لو۔ بلاشبہ اللہ کی نافرمانی میں کسی نذر کو پورا کرنا جائز نہیں۔“

(سنن أبي داود: 3313، المعجم الكبير للطبراني: 2/75، 76، ح: 340، وسنده صحيح)

سیدنا کرم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں نبوی الفاظ یہ ہیں:

«هَلْ بِهَا وَثْنٌ أَوْ عَيْدٌ مِّنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ؟» .

”کیا اس جگہ کوئی بت یا جاہلیت کے میلوں میں سے کوئی میلہ تھا؟“

(سنن أبي داود: 3315، وسنده حسن)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک صحابیہ نے عرض کیا: اِنِّي نَذَرْتُ اَنْ اَذْبَحَ بِمَكَانٍ كَذَا وَكَذَا، مَكَانٌ كَانَ يَذْبَحُ فِيهِ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ «لِصَنَمٍ؟»، قَالَتْ: لَا، قَالَ «لِوَثْنٍ؟»، قَالَتْ: لَا، قَالَ: «أَوْ فِي بَنْدَرِكٍ» .

”میں نے فلاں جگہ پر جانور ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ اس جگہ پر اہل جاہلیت جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: وہ کسی بت کے لیے ذبح کرتے تھے؟ صحابیہ نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کسی مورتی کے لیے ذبح کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر لو۔“ (سنن أبي داود: 3312، وسنده حسن)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جن جگہوں پر شرک اور کفر ہوتا ہو، وہاں جائز نذر پوری کرنا بھی ممنوع اور حرام ہو جاتا ہے، بلکہ شرک تک پہنچنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ان احادیث میں کسی جگہ نذر کو پورا کرنے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سوال پوچھے:



① کیا وہاں غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہے؟

② کیا وہاں مشرکوں کا سالانہ اکٹھا میلہ ہوتا ہے؟

دونوں سوالوں کا جواب نفی میں ملنے پر آپ ﷺ نے وہاں نذر پوری کرنے کی اجازت دی۔ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک سوال کا جواب بھی اثبات میں مل جاتا تو اس صورت میں اجازت ممکن نہیں تھی، کیونکہ ایسا کرنا آپ ﷺ کی زبانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ کسی جگہ نذر پورا کرنے کے بارے میں یہی نبوی ضابطہ آج بھی برقرار ہے۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ قبر پرست بزرگوں کی قبروں پر جو نذر و نیاز پیش کرتے ہیں، اسے وہ بزرگوں کی بجائے اللہ ہی کے نام کرتے ہیں، تو ایسا کرنا بھی شریعت اسلامیہ میں حرام اور ممنوع ہے، چہ جائیکہ ان کی نیت ہی غیر اللہ کی نذر و نیاز کی ہوتی ہے، جیسا کہ گزشتہ صفحات میں تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔

شیخ الاسلام، علامہ، احمد بن عبد الحلیم، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الذَّبْحَ بِمَكَانٍ عِيدِهِمْ وَمَحَلِّ أَوْثَانِهِمْ مَعْصِيَةُ اللَّهِ .

”اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کی میلہ گاہوں اور ان کے استہانوں پر جانور ذبح کرنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔“ (اقتضاء الصراط المستقیم: 495/1)

نیز فرماتے ہیں:

وَإِذَا كَانَ تَخْصِيصُ بُقْعَةِ عِيدِهِمْ مَحْذُورًا،

فَكَيْفَ بِنَفْسِ عِيدِهِمْ؟

”جب مشرکین کے میلے کی جگہ جانور ذبح کرنا ممنوع ہے، تو خاص ان کے میلے میں جانور ذبح کرنا کیسے جائز ہو گیا؟“ (أَيْضًا: 497/1)

تنبیہ ①: جناب احمد یار خان نعیمی نے مذکورہ الصدر حدیث یوں ذکر کی ہے:

”مشکوٰۃ باب النذور میں ہے کہ کسی نے نذر مانی تھی کہ میں بوانہ مقام میں اونٹ ذبح



کروں گا، تو فرمایا گیا کہ اگر کوئی وہاں بت وغیرہ نہ ہو، تو نذر پوری کرو۔“

(”جاء الحق“: 308/1)

یعنی اپنے مذہب کے خلاف پڑنے والے میلے کے الفاظ ”مفتی“ صاحب نے ڈکار لیے!

تنبیہ ②: ”مفتی“ صاحب نے ایک حدیث یوں لکھی ہے:

”ایک شخص نے نذر مانی تھی کہ میں بیت المقدس میں چراغ کے لیے تیل بھیجوں گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس نذر کو پورا کرو۔“ (”جاء الحق“: 307/1-308)

لیکن یہ روایت ذخیرہ حدیث میں موجود نہیں۔ ”مفتی“ صاحب تو فوت ہو گئے ہیں،

اب بریلوی حضرات ہی اس کا کوئی ثبوت اور ماخذ فراہم کر دیں، ورنہ مان لیں کہ۔۔۔

قبر پرستی کی بنیاد فقہ حنفی کا یہ گمراہ کن مسئلہ بنا ہے کہ تقرب الی اللہ کے لیے مزاروں اور

قبروں پر نذر پوری کرنا جائز ہے۔ اس حوالے سے ان کا دامن دلیل سے بالکل خالی ہے۔

اس سارے کاروبار کا اصل مقصود تو قبر اور صاحب قبر کی تعظیم ہوتا ہے۔ باقی رہا مال تو اسے

سجادہ نشین، مجاور اور ملنگ ڈکار جاتے ہیں۔ مجاوری کون سا شرعی اقدام ہے؟ یہ بھی تو زری

کفار کی نقالی ہے۔

نذر کی لغوی، عرفی اور شرعی تقسیم!

جناب احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں: ”مشکوٰۃ باب مناقب عمر میں ہے کہ بعض

بیویوں نے نذر مانی تھی کہ اگر حضور ﷺ جنگ اُحد سے بخیریت واپس آئے تو میں آپ کے

سامنے دف بجاؤں گی۔ یہ نذر بھی عرفی تھی نہ کہ شرعی، یعنی حضور کی خدمت میں خوشی کا

نذرانہ۔ غرضیکہ لفظ نذر کے دو معنی ہیں؛ لغوی اور شرعی۔ لغوی معنی سے نذر بزرگانِ دین کے

لیے جائز ہے، بمعنی نذرانہ۔ جیسے طواف کے دو معنی ہیں؛ لغوی معنی اس کے پاس گھومنا اور

شرعی رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ 'پرانے گھر کا طواف کریں۔ یہاں طواف شرعی معنی میں ہے اور فرماتا ہے: ﴿يَطَّوَّفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمِ آن﴾ یہاں طواف بمعنی لغوی ہے۔ آنا، جانا، گھومنا۔“ (”جاء الحق“: 308/1)

اس حدیث میں کسی سیاہ رنگ کی لونڈی کی طرف سے یہ نذر ماننے کا ذکر ہے، لیکن ”مفتی“ صاحب نے اس کا خود ساختہ ترجمہ ”بعض بیویوں“ کر دیا ہے۔ نیز اس حدیث کے الفاظ [بَعْضُ مَغَازِيهِ] کا ترجمہ ”جنگِ اُحد“ کرنا بھی غلط ہے۔

یہ روایت سنن ترمذی، مسند احمد وغیرہ میں آتی ہے۔ اس کو ذکر کر کے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (384-458ھ) فرماتے ہیں:

وَهَذَا لِأَنَّهُ أَمْرٌ مُّبَاحٌ، وَفِيهِ إِظْهَارُ الْفَرَحِ بِظُهُورِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُجُوعِهِ سَالِمًا، فَأَذِنَ لَهَا فِي الْوَفَاءِ بِنَذْرِهَا، وَإِنْ لَمْ يَجِبْ.

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نذر کو پورا کرنے کی اجازت اس لیے دی کہ یہ ایک جائز کام تھا۔ اس سے مقصود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیت اور صحیح و سلامت واپسی پر خوشی کا اظہار تھا۔ یہ نذر پوری کرنا اگرچہ ضروری نہیں تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پورا کرنے کی اجازت دے دی۔“

(السنن الصغیر، تحت الحديث: 3209، السنن الکبریٰ للبیہقی: 77/10)

شرعاً جائز نذر کو لغوی نذر قرار دے کر ناجائز اور حرام نذر کو جائز قرار دینا بہت بڑی بدبختی ہے۔ حدیث کے بارے میں محدثین کرام کا فہم معتبر ہے۔ صحابیہ کا مقصد یہ تھا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و سلامت اور مظفر و منصور واپس لوٹیں گے تو میں اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ جلیلہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دَف بجا کر خوشی کا اظہار کروں گی۔ اس کا اولیاء اللہ کے نام کی نذر و نیاز اور منت منوتی سے کیا تعلق؟ ”مفتی“ صاحب کا اس حدیث سے ”حضور کی خدمت



میں خوشی کا نذرانہ“ ثابت کرنا ان کی کوتاہ فہمی کی واضح دلیل ہے۔

رہا ”مفتی“ صاحب کا یہ کہنا کہ طواف کے دو معنی ہیں؛ ایک لغوی و عرفی اور دوسرا شرعی، تو دورِ حاضر کے مشرکین قبروں کا بھی طواف کرتے ہیں، شاید وہ لغوی طواف ہی کرتے ہوں۔ اس طرح کل کلاں لغوی رکوع، لغوی سجدہ، لغوی نماز اور لغوی حج بھی مخلوق کے لیے جائز ہو جائے گا؟ لغت کا سہارا لے کر مخلوق کے لیے عبادات کو جائز قرار دینا ظلمِ عظیم ہے۔

اہل حدیث کے ممتاز عالم، حافظ خواجہ محمد قاسم رحمہ اللہ (م: 1997ء) فرماتے ہیں:

”مفتی صاحب کا یہ استدلال تب درست ہو سکتا ہے، اگر اولاً وہ یہ ثابت کر دیں کہ زندہ یا مردہ اولیاء کرام کی قبروں کا طواف لغوی معنوں میں جائز ہے یا لغوی معنوں میں انہیں سجدہ جائز ہے۔ مفتی صاحب نے لغوی لغوی کی رٹ لگا رکھی ہے۔ بریلویوں کو چاہیے کہ اپنے عوام کو بتلا دیں کہ ان کے مذہب کا سارا تانا بانا لغوی ہے، شرعی نہیں۔ عبادات اور شرعی اصطلاحات کو لغوی معنی پہنا کر غیر اللہ کے لیے جائز کر دینے کو مذہبی تخریب کاری کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ یہ دین کی خدمت نہیں، ہندوانہ سازش ہے۔“ (معرکہ حق و باطل، ص: 635)

اسی سلسلے میں جناب غلام رسول سعیدی، بریلوی لکھتے ہیں:

”بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی حاجت کے وقت اولیاء اللہ کی نذر اس طرح مانے؛ اے داتا! اگر تو نے میری یہ حاجت پوری کر دی تو میں تیرے لیے ایک بکرا پیش کروں گا۔ تو یہ نذر جائز ہے، کیونکہ یہ نذر لغوی ہے۔ اور جو نذر غیر اللہ کی حرام ہے، وہ نذرِ فتنی یا نذرِ شرعی ہے۔ اور نذرِ لغوی اور نذرِ شرعی میں ان لوگوں کے نزدیک صرف یہ فرق ہے کہ نذرِ شرعی میں اللہ کی نذر مانی جاتی ہے اور نذرِ لغوی میں اولیاء اللہ کی نذر مانی جاتی ہے۔ لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس طرح غیر اللہ کے لیے سجدہ، طواف، روزہ اور دیگر عبادات بھی جائز ہو جائیں گی، مثلاً کوئی شخص کسی ولی کو سجدہ کرے گا اور کہے گا کہ یہ لغوی



سجدہ ہے، کوئی شخص کسی ولی کی قبر کا طواف کرے گا اور کہے گا کہ یہ لغوی طواف ہے اور کوئی شخص کسی ولی کے لیے روزے رکھے گا اور کہے گا کہ یہ لغوی روزہ ہے اور اسی طرح لغت کے سہارے غیر اللہ کے لیے تمام عبادات کا دروازہ کھل جائے گا، کیونکہ جس طرح نذر بالاتفاق عبادت ہے، لیکن لغوی نذر غیر اللہ کے لیے شرعاً مانی جاسکتی ہے، تو اسی طرح غیر اللہ کے لیے لغوی نماز پڑھی جاسکتی ہے، غیر اللہ کے لیے لغوی روزے رکھے جاسکتے ہیں اور لغوی حج کیے جاسکتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس!“ (شرح صحیح مسلم: 4/541-542)

ایک اور دھوکہ!

”مفتی“ صاحب ایک اور طرح سے دھوکہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”دیکھو! غیر اللہ کی قسم کھانا شرعاً منع ہے اور خود قرآن کریم اور نبی ﷺ نے غیر اللہ کی قسمیں کھائیں: ﴿وَالَّتَيْنِ وَالزَّيْتُونِ﴾ * وَطُورِ سِينِينَ ﴿ وغیرہ اور حضور ﷺ نے فرمایا: أَفْلَحَ، وَأَبِیْہ (اس کے باپ کی قسم! وہ کامیاب ہو گیا)۔ مطلب یہی ہے کہ شرعی قسم جس پر احکام قسم کفارہ وغیرہ جاری ہو، وہ خدا کے سوا کسی کی نہ کھائی جاوے، مگر لغوی قسم جو محض تاکید کلام کے لیے ہو، وہ جائز۔ یہی نذر کا حال ہے۔“ (”جاء الحق“: 1/307)

اس کے رد میں جناب غلام رسول سعیدی، بریلوی کا جواب پیش خدمت ہے:

”یہ دلیل متعدد وجود سے صحیح نہیں ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ چونکہ غیر اللہ کے لیے قسم کا ذکر قرآن اور حدیث میں آگیا، اس لیے اس میں تاویل کی ضرورت ہے اور غیر اللہ کے لیے نذر ماننے کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ہے، اس لیے اس کو تاویل سے غیر اللہ کے لیے جائز کرنے کی کیا ضرورت ہے؟“ (شرح صحیح مسلم: 4/542)

